بحث ونظر

ایک سورہ کی تفسیر پر کچھ معروضات

جناب نور الٰہی صاحب ایڈووکیٹ۔ گجرات

مئی ۱۹۸۶ء کے ترجمان القرآن میں پروفیسر آسی ضیائی صاحب نے سورۃ العصر کی تفسیر پر کچھ اشکالات پیش کیے ہیں اور لکھا ہے کہ مفسرین اس سورۃ کی جس طرح تشریح کرتے رہے ہیں، اس سے ان کا شرح صدر نہ ہو سکا، چنانچہ انہوں نے اپنی رائے سے ایک نئی تفسیر پیش کی ہے اور اس خواہش کا اظہار فرمایا ہے کہ اہلِ علم ان کے نقطۂ نظر کی توثیق کریں۔

میں نے یہ مضمون ایک طالب علم کی حیثیت سے پڑھا ہے۔ اس میں درجِ ذیل امور محلِ نظر ہیں:

۱۔ پروفیسر صاحب نے اس سورۃ کے نزول کا پس منظر اس طرح بیان کیا ہے کہ ابتدائی مکی دور میں جب مٹھی بھر ایمان لانے والے آزمائشوں میں گھر چکے تھے .... اس وقت اس معاشرے کے کھاتے پیتے لوگوں .... نے طنزاً یا ازراہِ ہمدردی اُن سے کہا ہو گا کہ تم کیوں خود کو مصیبت میں ڈالتے ہو .... ! دیکھو زمانہ گواہی دے رہا ہے کہ تم خسارے کا سودا کر رہے ہو ...... اس طرح کی باتیں سُنتے سُنتے مسلمانوں کو بھی اپنے مستقبل کے بارے میں کچھ اضطراب قدرتاً ہوا ہو گا اور نہ بھی ہوا ہو گا تو کم از کم ان باتوں کا جواب تو ظاہر ہے ان کے پاس کچھ نہ تھا۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ مختصراً اور بلیغ جواب دیا گیا کہ زمانہ تو پوری نوعِ انسانی کے خسارے کی گواہی دے رہا ہے۔ یہ شانِ نزول پروفیسر صاحب کے اپنے ذہن کی اختراع ہے۔ شاہ عبد العزیز رحؒ محدث دہلوی تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں:

"سبب نزول ایں سورہ آنست کہ کلدہ بن اسید کہ اُورا ابوالاسید نیز گویند کافرے بود کہ با امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق رضؓ در عہدِ جاہلیت ہم صحبت بود۔ بعد از اسلام حضرت ابوبکر صدیق رضؓ روزے بایشاں درخورد و گفت کہ یا ابابکر ہمیشہ از زیرکی و ہوشیاری در تجارت و سوداگری سود مند می شُدی۔ حالا ترا چہ شد کہ یک بار بایں مرتبہ زیاں کار گشتی کہ دینِ پدرِ خود را گذاشتی و از عباداتِ لات و عزّٰی محروم ماندی و از شفاعتِ ایشاں نا امید شُدی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ در جوابِ آں ناداں فرمود کہ ہر کہ حق را قبول کند و کار نیک پیش گیرد زیاں زدہ نمی شود۔ حق تعالیٰ در بیان ایں مقادلہ تصویبِ مقولہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ ایں سورۃ نازل فرمود[1]"

ترجمہ:۔ اس سورت کے نزول کا سبب یہ ہے کہ کلدہ بن اسید جسے ابوالاسید بھی کہتے ہیں۔ ایک کافر تھا۔ زمانۂ جاہلیت میں حضرت ابوبکر رضؓ کے ساتھ اس کے دوستانہ روابط تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے اسلام قبول کرنے کے بعد یہ شخص آپ سے ملا اور کہا: اے ابابکر! تم بڑے عقلمند اور ہوش مند تاجر ہو اور اپنی تجارت میں ہمیشہ فائدہ حاصل کرتے رہے ہو۔ اب تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم نے یک لخت اپنی شخصیت کو گرا کر خسارے کا سودا کیا اور اپنے باپ دادا کا دین ترک کر دیا، لات و عزّٰی کی عبادت چھوڑ دی اور اُن کی شفاعت سے نا اُمید ہو گئے ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے اپنے نادان دوست کو جواب دیتے ہوئے فرمایا: "جو شخص حق کو قبول کر کے نکوکاری اختیار کرے وہ خائب و خاسر نہیں ہے۔ یہ سورۃ نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے اس مکالمہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے قول کو صائب قرار دیا ہے۔

پروفیسر صاحب کی اختراع اور اس سورہ کے واقعی سببِ نزول کا فرق اہلِ علم پر واضح ہے۔ پروفیسر صاحب اس بات کے مدعی ہیں کہ کفار کے طعنوں کا جواب مسلمانوں کے پاس کچھ نہ تھا، لیکن حضرت ابوبکر رضؓ نے اپنے نادان کافر دوست کو جو جواب دیا۔ اس سے پروفیسر صاحب کے بیان کی تردید ہو جاتی ہے۔

[1] تفسیر عزیزی، پارہ عم، ص ۲، ۴-۵، ۶۔ مطبع مجتبائی دہلی ایڈیشن ۱۹۲۹ء

۲ — پروفیسر صاحب نے خسر (خسارے) کو اس عارضی زندگی تک محدود رکھا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیقی خسارہ آخرت کا خسارہ ہے اور حقیقی کامیابی آخرت کی کامیابی ہے۔ قرآن مجید میں اس مضمون کی حامل متعدد آیات ہیں، مثلاً:

ا — "اسلام کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے اُس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔ اور آخرت میں وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا"۔ (آل عمران: ۸۵)

ب — "اور جو کسی نے ایمان کی روش پر چلنے سے انکار کیا۔ اس کا سارا کارنامۂ زندگی ضائع ہو جائے گا۔ اور وہ آخرت میں خاسرین میں سے ہوگا"۔ (المائدہ: ۵)

ج — "بے شک خسارہ اُٹھانے والے تو وہ ہیں جنھوں نے قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا"۔ (الشوریٰ: ۴۵)

د — یہی ہیں جنھوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا اور جو کچھ وہ افترا کیا کرتے تھے ان سے جاتا رہا۔ بلاشبہ یہ لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان پانے والے (اخسرون) ہیں"۔ (ہود: ۲۱-۲۲)

ہ — "یہی لوگ ہیں جن کے لیے بڑا عذاب ہے اور وہ آخرت میں بہت نقصان اُٹھانے والے (اخسرون) ہیں"۔ (النمل: ۵)

و — "اور سن رکھو کہ شیطان کا لشکر نقصان اُٹھانے والا ہے"۔ (المجادلہ: ۱۹)

ز — "اس وقت جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ فلاح پائیں گے اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے، وہی لوگ ہوں گے جنھوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا۔ وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے"۔ (المومنون: ۱۰۲-۱۰۳)

ح — "حضرت شعیبؑ کی قوم میں سے سردار لوگ جو کافر تھے، اُنھوں نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ اگر تم نے شعیب کی پیروی کی تو تم خسارے میں پڑ جاؤ گے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل کیا اور فرمایا کہ جنھوں نے شعیب کو جھٹلایا وہ خسارے میں پڑ گئے"۔

(الاعراف: ۹۰ تا ۹۲)

پروفیسر صاحب سے استدعا ہے کہ وہ ان آیات پر غور فرمائیں۔ اگر خسارے کو اس عارضی دُنیاوی

زندگی تک محدود نہ کیا جائے تو مفسرین کرام نے اس سورہ کی جو تفسیر بیان کی ہے، اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

۳ — پروفیسر صاحب نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ آخرت میں زمانہ (العصر) کا وجود ہی نہ ہوگا۔ حالانکہ تخلیقِ آدم سے قبل بھی زمانہ کا تصور تھا۔ اور زمانہ آخرت کا بھی احاطہ کیے ہوئے ہے۔ فرمایا گیا:

ا — بے شک انسان پر زمانے میں ایک ایسا وقت بھی آچکا ہے کہ وہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہ تھا۔ (الدہر-۱)

ب — اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے، چھ دن میں پیدا کیا۔ (الفرقان - ۵۹)

آخرت کے متعلق قرآن مجید میں جابجا، یوم الدین، الیوم الآخر، یوم القیامہ، یوم الفصل، یوم التغابن، الیوم الموعود، یوم الجمع، یوم البعث، یوم الحساب، یوم الخلود وغیرہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ تمہارے پروردگار کے نزدیک ایک روز تمہارے حساب کے رُو سے ہزار برس کے برابر ہے۔ (الحج - ۴۷) - آلِ فرعون کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ عالمِ برزخ میں وہ صبح و شام آگ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ (سورۃ المومن - ۴۵ - ۴۶) - یہ صبح و شام اور دنوں اور سالوں کا شمار ظاہر کرتا ہے کہ زمانہ عالمِ برزخ اور عالمِ آخرت کو بھی محیط ہے۔ آخرت کو یوم الدین (روزِ جزا) اور یوم الفصل (فیصلے کا دن) فرمایا گیا ہے (الصافات - ۲۰ - ۲۱) کیونکہ عالمِ آخرت ہی میں آخری فیصلہ ہوگا کہ کون لوگ فلاح پانے والے ہیں اور کون نقصان اُٹھانے والے ہیں۔ اس دن کو اللہ تعالیٰ نے یوم التغابن یعنی سود و زیاں کا دن فرمایا ہے (ملاحظہ ہو سورۃ التغابن آیت ۹ - ۱۰)

آخر میں پروفیسر صاحب سے میری گذارش ہے کہ وہ مولانا حمید الدین فراہیؒ کی تفسیر بھی دیکھیں۔ مولانا مرحوم نے "زمانہ کی قسم کیوں کھائی؟" کے زیرِ عنوان تحریر فرمایا ہے:۔

"پچھلی قوموں پر اللہ تعالیٰ کے جو فیصلے نافذ ہوئے وہ ٹھیک ٹھیک اُن کے اعمال کا بدلہ تھے۔ اگر انہوں نے نیکیاں اور بھلائیاں کیں تو خدا نے اُن کو عروج و کمال بخشا۔ اگر انہوں نے ظلم و فساد کی راہ اختیار کی تو قانونِ الٰہی نے اُن کو تباہ و برباد کر دیا۔ ان ہی حقائق کو یاد دلانے کے لیے خدا نے زمانہ کی قسم کھائی کہ لوگ یاد رکھیں کہ ایک دن اعمال کی اس حقیقت